بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقش آغاز

انتخاب، احتساب یا انقلاب ؟

گذشتہ نومبر کو موجودہ صدر جناب فاروق لغاری صاحب نے بے نظیر حکومت کو ۵۸ - ۲ بی کے تحت ختم کر کے قوم کو احتساب کا ایک پر فریب "مژدہ جانفزا" سنایا تھا جس پر تمام پاکستانی قوم نے انتہائی خوشی کا اظہار کیا۔ کہ اب ہماری قوم کے دن پھرنے والے ہیں۔ اور حقیقی معنوں میں چور لٹیروں اور کرپٹ عناصر کا قلع قمع کیا جائے گا۔ لیکن

ے نہ تم بدلے نہ ہم بدلے نہ دل کی آرزو بدلی
میں کیسے اعتبار انقلاب آسماں کر لوں

کے مصداق سب کچھ ویسے کے ویسا ہی رہا۔ نہ احتساب ہوا نہ چور پکڑے گئے اور نہ انقلابی اقدام اٹھائے گئے نہ اقتصادی زبوں حالی کا رونا رونے والے کام آئے۔ اور نہ ہی قوم و ملک کے ساتھ بلند بانگ دعوے اور نہ ہی عوام کو اس قعر مذلت سے نکالنے والوں نے کوئی موثر اقدام کیا۔ اور نگران صرف انتخاب اور الیکشن الیکشن کا ورد کرتے رہے۔ گویا کہ یہ قرآنی نص ہو۔ کہ خواہ مخواہ نوے دن میں الیکشن ہی او ر آئینی تقاضا ہے ہمارے خیال میں مملکت پاکستان میں صرف یہی دفعہ نہیں بلکہ اور بھی بہت سی قابل عمل اور قابل توجہ دفعات اور قوانین ہیں۔ جن پر عمل در آمد کرانا بھی ان نگرانوں کا آئینی فریضہ ہے۔ آخر ہم پوچھتے ہیں کہ آیا یہ انتخابات ہماری مظلوم اور مقہور قوم کے دکھوں کا مداوا ہو سکتے ہیں۔؟ اور اس کے نتیجے میں کیا ان کو کوئی مسیحا مل سکے گا۔ اور کیا یہ مقروض اور مہنگائی کی چکی میں پسا ہوا ملک اور کرپشن کی انتہا کو پہنچنے والی مملکت باربار انتخابات کا بوجھ اٹھانے کی متحمل ہے بھی۔؟ اور ماضی کے تلخ تجربات کے حوالے سے انتخابات نے ہمیں کیا دیا۔ اور پھر انتخابات کے نتیجے میں کونسی ایسی انقلابی اور صحیح اسلامی، مخلص اور نظریہ پاکستان کے ساتھ وفادار قیادت سامنے آئی ہے، جس نے ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کیا ہو۔ اور ملک و ملت کی تعمیر میں نمایاں حصہ لیا ہو۔

قارئین کرام -- قیام پاکستان ۴۷ء سے لیکر ۹۷ء تک جتنے بھی "راہنمایان وطن" آئے۔ تو وہ علی بابا اور چالیس چوروں کے کنبے سے تھے ----- ان ہی بد باطن چوروں لٹیروں اور بدمعاشوں نے وطن کو بار بار لوٹا۔ قومی خزانہ کو تباہ کیا ملک کو تقسیم کیا اور ہماری آزادی کو داؤ پر لگا دیا۔ اور

اپنی عیاشیوں کے لئے بیرونی ملکوں سے اور آئی ایم ایف سے قرضے وصول کرتے رہے۔ جس کا بوجھ پوری قوم پہ ٹیکسوں اور مہنگائی کی شکل میں ڈالا گیا۔ یہاں پر چونکہ سرمایہ دارانہ نظام ہے اس بناء پر یہی دو طبقے یعنی جاگیردار اور صنعت کار باری باری اس بدقسمت قوم کی قسمت سے کھیلتے چلے آرہے ہیں۔ اور اپنے آقائے ولی نعمت یعنی انگریز کے ساختہ و پرداختہ اور ان کے "خوان کریم" کے "زلہ ربا" جو کہ پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ میں موجود ہیں اس ملک اور اس کے قیمتی ذخائر اور بینکوں پر "ٹڈی دل" کی طرح یلغار کرتے آرہے ہیں۔ اور ہمارا یہ پیارا وطن اب صرف ہڈیوں اور استخوان کا ایک ڈھانچہ رہ گیا ہے۔ اور ان "جونکوں" نے اس کی رگوں سے سارا خون چوس لیا ہے، اور اب وطن عزیز نزع کی حالت میں سے گزر رہا ہے۔ اور اقتصادی لحاظ سے دیوالیہ ہوچکا ہے۔ اب تو فوری ضرورت یہ تھی کہ اس جاں بلب مریض کی انتہائی نگہداشت اور دیکھ بھال کی جاتی۔ لیکن حکمران اس بدقسمت مریض کے سرہانے انتخابات کے ڈھول باجے اور نقارے بجا رہے ہیں۔

ع۔ اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا۔

ہم اس ملک کے ارباب علم و دانش اور خاوندان فکر و نظر اور اصحاب بصیرت کے سامنے یہ دردمندانہ گذارش کرتے ہیں۔ کہ کیا یہ موجودہ انتخابات ایسے حالات میں انتہائی ناگزیر ہیں۔؟ جبکہ یقیناً اس کے نتیجے میں وہی پرانے چہرے سامنے آئیں گے۔ کیونکہ ان کے کاغذات نامزدگی عدالتوں نے صحیح قرار دے دیئے ہیں۔ اور تین فروری کے بعد پھر یہی لوگ ایک نئی آن بان اور کروفر سے پارلیمنٹ ہاؤس، ایوان صدر، پرائم منسٹر ہاؤس، گورنر ہاؤس اور وزیر اعلیٰ ہاؤسز میں، فرعون بے ساں کی طرح ملک وملت کو مزید تباہی کے بھنور میں پھنسانے کیلئے براجمان ہونگے۔ اور یہ برائے نام اور معمولی قانونی رکاوٹیں جو کہ نگرانوں نے قوم کی "اشک شوئی" کیلئے ان کے سامنے کھڑی کی ہیں۔ انکو ان "خرانٹوں" نے ایک ہی جست میں پار کر کے قصہ تمام کر دیا۔ اور اب بڑے غرور اور تکبر سے یہ اعلان کر رہے ہیں کہ۔۔۔

ے ہزار دام سے نکلا ہوں ایک جنبش میں
جسے غرور ہو آئے کرے شکار مجھے

قارئین کرام۔۔ انتخابات کی صورت میں اس "قمار خانہ" سیاست میں وہی "پرانی بساط" ہوگی وہی "فرسودہ مہرے"، وہی شاطرانہ چالیں ہونگی اور وہی ہارس ٹریڈنگ کے مکروہ مظاہرے اور دھندے ہونگے اور وہی گنے چنے خاندان جو کہ نسلاً بعد نسل اس مظلوم اور بدقسمت ملک کے سیاہ وسفید کے مالک بنے ہوئے ہیں۔ کیا اب بھی ان لوگوں سے ملک وملت کی ترقی کی امید اور اسلامی انقلاب کی توقع رکھیں؟ اور کیا یہ لوگ اس ملک کو اقتصادی اور معاشی لحاظ سے مستحکم کر سکیں گے۔؟ کیا یہ لوگ اس ملک کی ڈوبتی کشتی کو "ساحل مراد" تک لے آئیں گے۔ اور کیا ان لوگوں سے ہم کرپشن کے خاتمے کی آس لگائیں؟ اور کیا یہ افراد اس ملک کے اس فرسودہ نظام کے اصلاح

کر سکیں گے ؟ کیا چوروں کے "شاہنشاہ" ڈاکوؤں کے "سردار" احتساب کر سکیں گے ۔ یہود و ہنود اور نصاریٰ کے "ایجنٹ" اور ان کے سرمایہ کے بل بوتے پر بلند بانگ دعوے کرنے والے اس ملک کو واقعی ایک اسلامی فلاحی مملکت بنا سکیں گے ؟ نہیں نہیں ہر گز نہیں۔

بد قسمتی سے دینی جماعتیں بھی مغربی جمہوریت کے لعنتی نظام کی اسی "دلدل میں پھنسی ہوئی ہیں اور وہ بھی گو مگو کی کیفیت میں مبتلا ہیں کہ نہ تو اس نظام سے ،جو کہ "آکاس بیل" کی طرح اس ملک کے شجر سے چمٹا ہوا ہے ۔ وہ لاتعلق رہ سکتے ہیں اور نہ ہی اس نظام میں یہ لوگ ٹ اور سیٹ ہو سکتے ہیں ۔ کیونکہ ان کے پاس وہ وسائل وذرائع اور وہ بیرونی سرمایہ ہی نہیں جس کے بل بوتے پر لوگ الیکشن میں زیادہ سیٹیں لے کر ملک وملت کیلئے کچھ بہتر قوانین فراہم سکیں ۔یا کوئی انقلابی تبدیلی لا سکیں ۔ان کے پاس دو ہی راستے ہیں رخصت اور عزیمت کا ۔یا تو مکمل طور پر اس نظام کو اپنا لیں اور کسی نہ کسی طریقہ سے پارلیمنٹ میں پہنچنے کی کوشش کریں اور یا پھر دوسرا راستہ جو کہ عزیمت کا پرخطر دشوار گزار اور صحرا نوردی کا راستہ ہے ۔اور دار ورسن اور قتل گاہوں کا سامنا اس راہ کے مسافروں کے ابتدائی منازل ہوا کرتی ہیں یعنی "اسلامی انقلاب" کا راستہ ۔۔ اب فیصلہ ان دینی جماعتوں کے قائدین اور رہنمایان وطن کے ہاتھوں میں ہے کہ اس وقت قوم اور ملک کس چیز کا متقاضی ہے ۔ہم دینی جماعتوں کے مختلف فیصلوں اور رویوں پر بھی سر پیٹتے ہیں کہ خدارا آپ لوگ کب سمجھیں گے اور حالات کا صحیح ادراک اور قوم کی "خاموش" آواز کو کب غور سے سنیں گے ۔سرمایہ دارانہ نظام اور مغربی جمہوریت کے لعنتی اور ظالمانہ نظام کے شکنجہ سے ملک وملت کو نجات دلانے کیلئے کب آپ اپنی "وزنی قباؤں" مرصع جباؤں اور اپنی "مخصوص حدود اربعہ" سے نکلیں گے ۔؟ اور اپنی مذعومہ مصلحت کیشی کو کب تک شعار بناتے پھرینگے ۔اور "خمار دانائی" کے گراں بار احساس سے آپ کب نجات پائیں گے ۔اور کب تک آپ اپنے فروعی و مسلکی اور دوسرے درجے کے اختلافات کے شکنجے میں یوں ہی جکڑے رہیں گے ۔؟ آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کی تنہا "سولو فلائٹس" سے کتنا نقصان ہو رہا ہے ۔خدارا اب تو سنبھل جائیے اور کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ لوگوں کے مخصوص "کردار" "کارناموں" اور دوسروں کیلئے قوت بازو بننے سے آپ کو کتنا "فائدہ" اور قوم کو کتنا نقصان ہوا ۔۔۔۔۔۔ برائے خدا عزلت نشینی چھوڑ دیجئے ۔یاس وقنوطیت اور جمود کے خول کو اتار پھینکئے ۔چشم عبرت وا کیجئے حالات کی نزاکت کا احساس کیجئے اور نئی نسل پر رحم فرمائیے ۔اور قوم کی دکھی اور زخمی دھڑکنوں کی آواز "گوش ہوش" سے سنئے ۔ میدان عمل " آپ کا منتظر ہے ۔ایک قوت ایک آواز ایک قالب ایک تحریک ایک کاز ایک جسم اور ایک جان ہو جائیے یقیناً اگر آپ صدق دل لگن ، اخلاص اور توکلاً علی اللہ کے ساتھ انقلاب کیلئے جدوجہد کرینگے تو آپ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ کیسی نصرت فرماتے ہیں ۔ کیسی عزتیں اور عظمتیں آپ پر نچھاور کی جائیں گی اور لطف و کرم اور مہربانیوں کے خزانوں کے دروازے آپ

کیلئے وا ہو جائیں گے۔ ملک وملت کا بچہ بچہ آپ کیلئے دعا گو رہے گا۔ اور کل کا مورخ قلم و کاغذ ہاتھ میں لئے آپ کے استقبال کے لئے سینہ بدست کھڑا ہے۔ تاکہ آپ لوگوں کے عظیم کارنامے کو جلی حروف سے لکھکر کر تاابد محفوظ کر دے۔

بہر حال یہ انتخابات اور کچھ لوگوں کا "خاص مقاصد" کیلئے ان کا بائیکاٹ دونوں ہماری نظروں میں سعی لاحاصل ہیں اور سوائے ضیائے وقت اور سوائے ضیائے مال ملک وملت اور کچھ نہیں۔ اور (نتیجہ بھی ابھی سے صاف ظاہر ہے۔) تو کیوں نہ ایسے میں انقلاب کا یہ پر عزیمت راستہ اختیار کیا جائے۔ ولاتھنوا ولاتحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین

آخر میں اپنی اس ذوق خامہ فرسائی اور ان جملوں کے بے اختیار نوک قلم سے نکل جانے اور اس گستاخی پر قبل از گرفت معافی کا طلب گار ہوں۔ کیونکہ

؎ مپرس تاچہ نوشت ست کلک قاصر ما
خط غبار من است ایں غبار خاطر ما

مملکت اسلامی افغانستان کے سفارتکاروں کو خوش آمدید

الحمدللہ وہ مبارک ساعتیں بھی آپہنچیں۔ جن کا ہمیں شدت سے انتظار تھا۔ یعنی تحریک طالبان افغانستان کو اللہ تعالیٰ نے وہ کامرانیاں عطا فرمائیں، کہ اس تحریک کے بے سروسامان طالب علم آج سفارتکاروں کی حیثیت سے پاکستان تشریف لا رہے ہیں۔۔ اور یہ ان کی کامیابی و کامرانی کی واضح دلیل ہے۔۔ ذالک فضل اللہ یو تیہ من یشاء تو اس سلسلے میں اسلام آباد میں متعین افغانستان کے سفیر جناب مولانا مفتی محمد معصوم افغانی کو ایمبیسیڈر مقرر کیا گیا ہے۔ جناب معصوم افغانی صاحب تحریک طالبان کے سرگرم مجاہد اور روز اول ہی سے اس تحریک سے وابستہ چلے آرہے ہیں۔ اور ربانی حکمت یار حکومت کے جھوٹے پروپیگنڈے کے سامنے سینہ سپر رہے اور مغربی ذرائع ابلاغ کے نمائندوں کو ایسے دندان شکن جوابات دیتے رہے کہ وہ لوگ انگشت بدنداں رہ جاتے۔ یہ تمام حضرت امیر المومنین مولانا محمد عمر صاحب دامت برکاتہم کے تدبر اور حسن قیادت کا ثمرہ ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو مزید استقامت عطا فرمائے۔

اسی طرح پشاور میں مولانا شہاب الدین حقانی صاحب فاضل دارالعلوم حقانیہ مقرر کیئے گئے ہیں۔ کوئٹہ اور کراچی میں بھی اسی طرح اپنے نمائندے مقرر کر دیئے ہیں۔ یہ وہ عہدے تھے جن پر مغرب زدہ طبقہ براجمان چلا آرہا تھا۔ لیکن اب طالبان نے اپنی تحریک اور عمل سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ ان کے سامنے دنیا کے بڑے بڑے عہدے اور عظیم چیلنجز کوئی معنی نہیں رکھتے۔ انہوں نے اپنی عسکری، سیاسی، انتظامی، علمی اور عملی میدانوں میں اپنی قابلیت کا سکہ جمایا اور تمام مخالفین کے دجل و تلبیس اور مکر و فریب کے تار و پود بکھیر دیئے۔۔ ہم حیران ہیں کہ ابھی تک ان کی اکثریتی حکومت کو کیوں تسلیم نہیں کیا جاتا۔ اور حکومت پاکستان نے ابھی تک سرکاری طور پر ان کی جائز اور برحق اسلامی حکومت کو تسلیم نہیں کیا۔ ہم تمام عالم اسلام اور